تقریر

تقریر بابت خاندانِ مسیح موعودؑ

وقت 5-7 منٹ

مکرمہ صاحبزادی امۃ الباسط صاحبہ المعروف بی بی باچھی

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ (العنکبوت:59)

وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ہم ان کو جنت میں بالضرور ایسے بالاخانوں میں جگہ عطا کریں گے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہوں گی۔ وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ کیا ہی عمدہ اجر ہے عمل کرنے والوں کا۔

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے ”سیرت صاحبزادی امۃ الباسط صاحبہ“

صاحبزادی امۃ الباسط صاحبہ 13 مئی 1927ء کو قادیان میں پیدا ہوئیں۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی، حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور سیّدہ حضرت اُمِّ طاہر مریم النساء بیگم صاحبہؓ کی بیٹی تھیں۔ آپ دو خلفاء حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بہن اور خلیفہ وقت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خالہ محترمہ تھیں۔ اس کے علاوہ آپ شہید محترم صاحبزادہ غلام قادر صاحب جو کہ آپ کی چھوٹی بیٹی امۃ الناصر نصرت صاحبہ کے خاوند تھے، کی خوش دامن تھیں۔ آپ بی بی باچھی کے نام سے بھی جانی جاتی ہیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اسکول میں حاصل کی اور دینی تعلیم گھر میں پائی۔ بچپن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی کلاسز میں شامل ہوا کرتی تھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کے نکاح کا اعلان مورخہ 30 مارچ 1945ء کو حضرت سیّد میر داؤد احمد صاحب ولد حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کے ساتھ فرمایا جبکہ آپ کی شادی کی تقریب 24 اکتوبر 1948ء کو ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بیٹے اور تین بیٹیوں سے نوازا جن میں محترم سیّد میر قمر سلیمان احمد صاحب (وکیل وقفِ نو)، محترمہ امۃ المصور صاحبہ، محترمہ امۃ الواسع ندرت صاحبہ اور محترمہ امۃ الناصر نصرت صاحبہ شامل ہیں۔

سامعین! آپ ایک انتہائی نیک، خدا کی مخلوق کی ہمدرد اور صابر خاتون تھیں۔ آپ کی صاحبزادی امۃ الواسع ندرت صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ خدا تعالیٰ، اس کے رسولوں اور اس کی مخلوق سے محبت ہی آپ کی زندگی تھی۔ یہ محبت اُس وقت بھی آپ کے چہرے سے ٹپکتی تھی جب آپ صبح صبح پرندوں کو کھانا ڈالا کرتی تھیں۔ سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی محبت جو آپ کی ساری زندگی پر محیط تھی۔ جو نہ صرف خوشیوں میں شکر گزاری کی صورت میں نظر آتی تھی بلکہ غم کی حالت میں تو اَور بھی مضبوطی سے اپنے ربّ کا دامن پکڑ لیتی تھیں۔ زندگی میں آپ نے بڑے بڑے صدمے دیکھے۔ سولہ سال کی عمر میں اپنی اُمّی کی وفات کا صدمہ، پھر تقریباً جوانی کی عمر میں ہی جبکہ ابھی کوئی بچہ بھی بیاہا نہیں گیا تھا ابّا (میر داؤد احمد صاحب) کی وفات۔ پھر اپنی بیٹی نصرت کے خاوند مرزا غلام قادر صاحب کی شہادت جبکہ ان کے بچے بہت ہی چھوٹے تھے۔ ان کے علاوہ بھی کئی آزمائشیں جن سے بڑے مضبوط لوگوں کی کمریں بھی ٹوٹ جاتی ہیں آپ نے نہ صرف برداشت کیں بلکہ اپنے ربّ کے ساتھ مکمل راضی رہ کر برداشت کیں۔ بظاہر ہنستی مسکراتی اور راتوں کو اٹھ کر نمازوں میں اپنے اللہ کے حضور اس کا رحم، مدد اور پیار مانگتی تھیں۔ ابّا کی وفات سے لے کر اپنی شادی تک مَیں ہی اُمّی کے ساتھ سوتی تھی۔ میں نے کوئی رات ایسی نہیں دیکھی جب وہ اٹھ کر اپنے اللہ کے حضور حاضر نہ ہوتی ہوں۔

آپ رمضان میں قرآن شریف کے تین دَور مکمل کرتی تھیں۔ قرآن شریف کے علاوہ جو کتاب سب سے زیادہ شوق اور باقاعدگی سے پڑھتی تھیں وہ ”تذکرہ“ تھا۔ جب آپ کے خاوند محترم سید میر داؤد احمد صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات مختلف موضوعات کے تحت اکٹھے کئے اور وہ ”مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تحریرات کی

روسے" کے نام سے طبع ہوئے تو اس میں آپ نے اُن کا بہت ہاتھ بٹایا۔ اس بات کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی خطبہ جمعہ 8 ستمبر 2006ء میں کیا۔ حضور انور نے فرمایا:

"لجنہ کا کام تو خیر آپ کرتی رہی ہیں اور بڑا لمبا عرصہ کیا ہے۔ لیکن جو سب سے زیادہ اہم کام ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے خاوند حضرت میر داؤد احمد صاحب کے ساتھ مل کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں سے مختلف عنوانات کے تحت حوالے نکالے اور انہیں یکجا کیا ہے جو کہ "مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تحریروں کی روسے" چھپی ہوئی کتاب ہے۔ یہ بہت بڑا کام ہے جو انہوں نے کیا اور ان دنوں میں مَیں خود بھی ان کو دیکھتا رہا ہوں۔ مَیں نے نوٹ میں رکھا بھی تھا لیکن کسی وجہ سے رہ گیا۔ بہر حال مَیں جب بھی ان کے گھر جاتا تھا دونوں میاں بیوی بیٹھے ہوئے حوالوں کو دیکھ رہے ہوتے تھے یا پروف ریڈنگ کر رہے ہوتے تھے اور بڑا لمبا عرصہ انہوں نے یہ کام کیا ہے۔ گھنٹوں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اب یہ ایسا کام ہے جس سے کافی حد تک کسی بھی موضوع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فوری حوالہ بھی مل جاتا ہے اور جہاں یہ چیز ہوتی ہے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھنے کی طرف بھی توجہ ہو جاتی ہے۔ میر داؤد احمد صاحب نے جو پیش لفظ لکھا ہے اس میں صاحبزادی امۃ الباسط بیگم صاحبہ کے بارے میں یہ ذکر بھی کیا ہے کہ "میرا دل اپنی رفیقۂ حیات کے لئے ممنونیت کے جذبات سے لبریز ہے جنہوں نے اقتباسات کی تلاش، نقل، تصحیح اور پھر کاپی پڑھنے میں مسلسل بڑے حوصلے اور محنت سے میرا ہاتھ بٹایا۔"

(مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تحریروں کی روسے جلد اول پیش لفظ)

سامعین! آپ کی ایک بہت بڑی خوبی آپ کی مہمان نوازی تھی۔ اگر کھانے کا وقت ہے اور اچانک کچھ لوگ آ گئے ہیں تو ان کو پھر کھانا کھلائے بغیر نہیں جانے دیتی تھیں۔ خواہ گھر میں صرف دال بنی ہو اگر کھانا تھوڑا ہوتا اور کوئی کہتا کہ بالکل معمولی کھانا ہے اور تھوڑا سا ہے تو اس کے باوجود آپ کہتیں کہ کوئی بات نہیں ساتھ کوئی چٹنی اور اچار رکھ کر گزارہ کر لیں گے اور مہمانوں کو بھی بڑی بے تکلفی سے ساری بات بتا کر کھانے کی میز پر لے جاتی تھیں۔ ہر شخص کی گرمیوں میں کم از کم شربت سے آؤ بھگت کی جاتی۔ حتیٰ کہ ڈاکیا بھی روزانہ ٹھنڈے شربت کا ایک گلاس پیے بغیر نہ جاتا۔ اگر اس بارے میں گھر والوں سے کوئی کوتاہی ہو جاتی تو تنبیہ کرتیں۔ جلسہ سالانہ کے ایام میں گھر کے ہر کمرہ میں دس پندرہ مہمان ضرور ٹھہرے ہوتے تھے اور دوپہر کو تو کئی دوسرے لوگوں کو بھی آ کر کھانے میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی ہوتی تھی۔ آپ یہ سارے انتظامات اکیلے ہی کرتی تھیں۔ جلسے پر آپ کی بھی سٹیج پر ڈیوٹی ہوتی تھی اس کے باوجود صبح ناشتہ سے لے کر رات کے کھانے تک کا سارا انتظام کر کے جاتیں۔ پھر ٹھہرے ہوئے مہمانوں کی ہر ضرورت کا خیال رکھتیں۔ ناشتہ تو سب کے کمروں میں ٹرالیاں لگا کر بھیجتی تھیں۔ کھانے بھی مردوں، عورتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ انتظام، پھر اگر کوئی بیمار ہوتا تو اس کے لئے ڈاکٹر کو بلانا، پرہیزی کھانے وغیرہ کا خیال، چھوٹے بچوں کی ضرورتوں کا خیال لیکن آپ یہ سب کام انتہائی خوشی اور بشاشت سے کرتی تھیں بلکہ اگر کسی جلسہ پر مہمان کسی وجہ سے کچھ کم ہو جاتے تو اداس ہو جاتی تھیں۔ غریب پرور ہونے کی وجہ سے غرباء اور مساکین آپ سے محبت کرتے اور عزت سے یاد کیا کرتے تھے۔

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے یتیم کی پرورش اچھے انداز میں کی وہ اور مَیں جنت میں (آپؐ نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر فرمایا) اس طرح ساتھ ساتھ ہوں گے۔ صاحبزادی امۃ الباسط صاحبہ اور آپ کے خاوند کو کئی یتیم بچوں کی پرورش کی توفیق ملی۔ اُن میں سے اب تو بعض کامیاب زندگی گزار رہے ہیں۔ آپ غریب بچیوں کی شادی کرانے کی غرض سے کچھ پرائز بانڈ بھی خرید کر رکھتی تھیں کہ ان پیسوں سے غریب اور یتیم بچیوں کی شادی کرواؤں گی اور ان میں ایسی برکت پڑتی کہ اکثر ہی انعام نکل آتا اور اس طرح کئی بچیوں کے جہیز اس رقم سے بنتے۔

آپ کی صاحبزادی امۃ الواسع ندرت صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ ایک اور عہد جو آپ کی اُمّی (حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہؓ) نے وفات کے وقت آپ سے لیا کہ اپنے بھائی (حضرت مرزا طاہر احمدؒ) اور بہنوں (محترمہ بی بی امۃ الحکیم صاحبہ اور محترمہ بی بی امۃ الجمیل صاحبہ) کا خیال رکھنا۔ یہ عہد بھی آپ نے تادم وفات نبھایا۔ گو کہ محبت اُمّی نے سارے ہی بہن بھائیوں سے بے انتہا کی مگر ان تینوں کو تو اپنی ذمہ داری سمجھتی تھیں۔ بی بی جمیل کی بعض وقت طبیعت خراب ہو جاتی تھی تو رات کو دو تین بجے آدمی بلانے آ جاتا تھا اور اُمّی اسی وقت اٹھ کر ان کے گھر چل پڑتی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کے بعد ان کی بیٹیوں سے بہت ہی تعلق رکھا اور کہتی تھیں کہ اب تو میری سات بیٹیاں ہیں۔ ویسے حضرت مصلح موعودؓ کے ماشاء اللہ 13 بیٹے اور 9 بیٹیاں تھیں۔ ان سب کا اور اُن کے بچوں کا بھی اُمّی سے ایک خاص تعلق تھا۔ بہت سے لوگ اپنی باتیں اُمّی سے شیئر کرتے تھے اور ان کو انتہائی محبت اور دیانتداری سے مشورے دیتی تھیں اور ان کی بات کو مکمل راز میں رکھتی تھیں۔ جن بچوں کے والدین یا کسی ایک کی وفات ہو جاتی تو ان کے لئے تو اُمّی کے پیار کا دامن اتنا وسیع ہو جاتا تھا کہ جیسا ایک حقیقی ماں کا۔

اپنی اولاد سے تو والدین محبت کرتے ہی ہیں مگر جس عورت کا خمیر ہی محبت سے اٹھا ہو اس کا اندازہ لگائیں کہ وہ اپنی اولاد سے کتنی محبت کرتی ہوں گی۔ ابّا کی وفات کے وقت ہم کافی چھوٹے تھے خاص طور پر مَیں اور نصرت۔ ہمارے لئے تو امّی دعاؤں کا خزانہ بن گئیں اور خدا کی مدد اور توکل سے ہماری ساری ذمہ داریاں، تعلیم کی ہوں یا پھر شادیوں کی ادا کیں۔ ہمارے لئے اُمّی کا پیار یہ تھا کہ ہر وقت یہ بیقراری ہوتی تھی کہ کہیں نمازوں میں تو کمزوری نہیں آرہی؟ جماعت اور خلافت سے وابستگی تو ابّا، اُمّی نے ہمیں گھول کے پلا دی تھی۔ اخلاقی لحاظ سے بھی ہر چھوٹی سے چھوٹی بات پر نظر رکھتی تھیں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 19 دسمبر 2011ء)

سامعین! آپ تہجد اور نمازوں کو بہت لگن کے ساتھ ادا کرتی تھیں۔ عموماً آپ رات دو اڑھائی بجے اُٹھ کر تہجد کی نماز شروع کرتیں اور فجر کی نماز پڑھ کر سو جاتیں۔ صبح نو بجے اُٹھ کر ناشتہ، ساتھ تلاوت اور الفضل کا مطالعہ ہوتا۔ پھر اشراق کے نوافل جو قریباً گیارہ بجے تک چلتے۔ رات کو مطالعہ ضرور کرتیں۔ زیادہ کمزور ہوئیں تو اپنی پوتی سے رسالہ پڑھوا کر سنتیں اور اگر ضرورت ہوتی تو تلفظ درست کرواتیں۔ آپ بتایا کرتیں کہ حضرت امّاں جانؓ اسی طرح ہم سے پڑھوا کر تلفّظ درست کرواتی تھیں۔ بہت پیار کرنے والی، خوش باش اور لوگوں کا دکھ درد دُور کرنے کی کوشش کرنے والی خاتون تھیں۔ اختلافات ہو بھی جاتے لیکن اس کو لمبا نہیں چلایا۔ کبھی اخلاقیات پر آنچ نہیں آنے دی اور کبھی انتقامی کارروائی نہیں کی۔

خدمت دین کی لمبا عرصہ توفیق ملتی رہی۔ 42 سال سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ ربوہ کے فرائض بہترین انداز میں ادا کئے۔ زندگی کے ہر مرحلہ پر ہمیشہ خلفاء سلسلہ سے راہنمائی حاصل کی اور ان کے مشوروں سے ہی تمام کام اور فرائض انجام دیئے۔ لیکن کبھی یہ وہم بھی ہو جاتا کہ کہیں خلیفۂ وقت میرے سے ناراض تو نہیں تو پھر بے چینی اور بیقراری انتہا کو پہنچ جاتی۔ مگر جب تک آپ کو خود خلیفۂ وقت کی طرف سے تسلی نہیں ہو جاتی تھی کسی کل قرار نہ آتا تھا۔

سامعین! آپ کی صاحبزادی امۃ الواسع ندرت صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ ہمارے خاندان کے ایک بزرگ صبح صبح ہمارے گھر آئے۔ ان کے ہاتھ میں مٹھائی کا ایک ڈبہ تھا جس میں تین گلاب جامن اور دو بالوشاہیاں تھیں۔ انہوں نے اُمّی کو دیتے ہوئے کہا کہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک پلیٹ میں تین گلاب جامن اور دو بالوشاہیاں ہیں اور مجھے کہا گیا ہے کہ یہ مٹھائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھجوائی ہے اور یہ آپؐ، حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کی طرف سے باچھی کے لئے ہیں۔ تو میں صبح صبح یہ مٹھائی خرید کر تمہارے پاس آیا ہوں۔ یہ خواب سن کر اُمّی کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ اس مٹھائی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے ہم سب کو کھلائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا پیغام آیا کہ مجھے بھی اس میں سے کھلاؤ تو اُن کے لئے بھی لے کر گئیں۔ اسی طرح ماموں طاری (حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ) آئے اور اُن کے کہنے پر اُن کو بھی کھلائی۔

وفات سے کچھ عرصہ پہلے اُمّی نے خواب دیکھا کہ میں سڑک پر چلتے چلتے تھک کر کنارے پر بنی ہوئی چھوٹی دیوار پر بیٹھ گئی ہوں اتنے میں ایک کار آکر رکی ہے اس میں سے حضرت مصلح موعود اترے ہیں اور مجھے کہتے ہیں باچھی تھک گئی ہو؟ آؤ! میرے ساتھ کار میں چلو۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 19 دسمبر 2011ء)

آپ کو سیر وسیاحت کا بہت شوق تھا۔ ہر سال لندن اور کبھی امریکہ بھی جاتیں۔ پاکستان کے شمالی علاقوں میں بھی گئیں۔ ٹینٹ میں بھی رہیں۔ کئی کئی گھنٹے کا بس کا سفر کیا۔ ہر جگہ خوب لطف اٹھایا۔ آپ امریکہ سے واپس آتے ہوئے لندن میں تھیں کہ گلے کے عضلات پر فالج کا حملہ ہوا۔ پاکستان آکر مورخہ 29 اگست 2006ء کو فضلِ عمر ہسپتال ربوہ میں دوپہر ایک بجے 79 سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کی نماز جنازہ 31 اگست کو پانچ بجے شام بعد نماز عصر مسجد مبارک میں ادا کی گئی۔

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ صاحبزادی امۃ الباسط صاحبہ کے بارے میں خطبہ جمعہ میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"خلافت سے بے انتہا محبت کا تعلق تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ان کے چھوٹے بھائی تھے۔ خلافت کے بعد وہ احترام دیا جو خلافت کا حق ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے جو دوسرے بہن بھائی ہیں انہوں نے ایک دفعہ باتوں میں اُن سے پوچھا کہ پہلے تو نام لیتے تھے اب ادب واحترام کے دائرے میں ان کو مخاطب کرنے یا اُن سے بات کرنے کے لیے آپ کس طرح اُن کو مخاطب کرتی ہیں۔ تو کہنے لگیں کہ اب وہ خلیفۂ وقت ہیں۔ مَیں تو خلیفہ وقت ہی کہتی ہوں تاکہ خلافت کا احترام قائم رہے اور ذاتی رشتوں پر خلافت کا رشتہ مقدم رہے۔ میرے بارے میں کسی نے پوچھا کہ اب کس طرح مخاطب کریں گی تو فرمانے لگیں کہ میرے نزدیک خلافت کا رشتہ سب سے مقدم ہے۔ جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتی تھی اسی طرح ان کو مخاطب کروں گی۔ خلافت کے بعد اپنی خلاؤں میں میری سب سے پہلی ملاقات شاید ان سے ہوئی اور ان کی آنکھوں میں، الفاظ میں، بات چیت میں جو فوری غیر معمولی احترام مَیں نے دیکھا وہ حیران کن تھا۔ گو کہ میرے جو باقی

بڑے رشتے تھے انہوں نے بھی اسی طرح اظہار کیا ہے، لیکن ان کو اور میری ایک اور بزرگ ہیں ان کو مَیں نے فوری طور پر مل لیا تھا اور پہلا موقع تھا اس لئے فوری دل پر نقش ہو گیا.... خلافت سے محبت کے سلسلے میں ایک اور بات (بتادوں)۔ اب جب اس دفعہ جلسہ پہ آئی ہوئی تھیں۔ بڑی کمزور تھیں اور ہلکا ہلکا بیماری کا اثر بھی چل رہا تھا۔ کسی نے کہا کہ آپ اب گھر آرام سے رہیں، دوبارہ نہ آئیں آپ کی صحت ٹھیک نہیں ہے۔ کہنے لگیں کہ مَیں تو خلیفہ وقت سے ملنے کے لئے آتی ہوں۔ اور جب تک ہمت ہے آتی رہوں گی۔ خلافت سے انتہائی محبت تھی۔"

(خطبہ جمعہ یکم ستمبر 2006ء)

نہ روک راہ میں مولا شتاب جانے دے
کھلا تو ہے تری "جنت کا باب" جانے دے
مجھے تو دامن رحمت میں ڈھانپ لے یونہی
حساب مجھ سے نہ لے، بے حساب جانے دے

(کمپوزڈ بائی: عائشہ منصور چوہدری۔ جرمنی)

✿✿✿✿